کتاب العقائد



مجلسِ علمی

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا







زیر انتظام

eMarkaz markaz.edu.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیش لفظ

شریعت مطہرہ میں عقائد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ عقائد درست ہوں تو اعمال قبول ہوتے ہیں اور اگر عقائد میں فساد آجائے تو اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتے۔ اس لیے کامیابی کے حصول کے لیے صحیح عقائد رکھنا ضروری ہے۔ عقائد کی اس اہمیت کے پیش نظر اکابرین امت نے عقائد پر مختلف کتب تصنیف کیں۔ بعض کتب میں اختصار ملحوظ رکھا اور بعض میں عقائد کے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل کا بھی ذکر کیا تاکہ عقائد اچھی طرح سمجھ میں آسکیں اور ان پر کاربند رہنا شرح صدر کے ساتھ ہو۔

واضح رہے کہ جن اہل علم نے عقائد کے عنوان پر قلم اُٹھایا ہے ان کے طرز بیان میں ان ادوار کی علمی و اعتقادی فضا کو بہت دخل رہا ہے۔ بعض اہل علم کے دور میں اگر عقیدہ توحید میں لوگ باطل نظریات داخل کر رہے تھے تو انہوں نے اپنی تحریر میں عقیدہ توحید کو مختلف جہات سے ثابت کیا اور اپنی بساط کے مطابق متعلقہ عنوان کے اہم گوشوں کو سامنے لانے کی کوشش کی۔ یہی حال دیگر اعتقادات؛ خلق قرآن، مسئلہ تقدیر، ختم نبوت اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا ہے۔ پھر بعض اکابرین نے قطعی عقائد کو ذکر کیا اور بعض نے عقائد ظنیہ کو بھی اپنی تالیفات کا حصہ بنایا۔ یوں سابقہ و حالیہ ادوار کی تصانیف میں مختلف اعتبار سے عقائد جمع کیے گئے ہیں۔

ہمارے پیش نظر متقدمین و متاخرین اھل السنۃ والجماعۃ کے اہم متون ہیں جو اپنی اہمیت اور بیانِ اعتقادات میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ہم نے ان تمام متون کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے تاکہ اسلام کے تمام عقائد ایک جگہ جمع ہو جائیں خواہ ان کا تعلق عقائدِ قطعیہ سے ہو یا عقائد ظنیہ سے، وہ ضروریاتِ دین میں شمار ہوتے ہوں یا ضروریاتِ اھل السنۃ والجماعۃ میں۔

ہمارے پیشِ نظر بنیادی مقصد یہ ہے کہ اکابرین و اسلاف کی محنت ایک جگہ جمع ہو جائے اور اہلِ علم کو تمام عقائد یکجا میسر ہو سکیں۔ ہم نے مندرجہ ذیل امور ملحوظ رکھے ہیں:

(1) ان متون میں جو عقائد مکرر تھے انہیں حذف کر کے ایک ہی عقیدہ کو لکھا گیا جس کی تعبیر ان شاء اللہ تمام متون کے موافق ہو گی۔

(2) جو عقائد ذکر کیے ہیں ان میں قطعی یا ظنی کی تصریح نہیں بلکہ مطلقاً ذکر کیے ہیں۔

(3) بعض امور مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا ایمان اور تقلید وغیرہ اعتقادات کے باب سے تو نہیں لیکن بعض لوگ انہیں "عقیدہ" باور کروا کر پیش کرتے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ ان امور کو بھی حواشی میں اس تصریح کے ساتھ ذکر کر دیا جائے کہ یہ عقیدہ تو نہیں لیکن چونکہ اس باب میں لوگ اسے ذکر کرتے ہیں اس لیے اسے سمجھنا بھی ضروری ہے اور اس کا اعتقادات سے فرق ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

(4) ہم نے اس کتاب میں صرف عقائد ذکر کیے ہیں۔ ان کے دلائل اور ان پر ہونے والے شبہات کے جوابات ایک الگ کتاب میں درج کر دیے ہیں جس کا نام "شرح کتاب العقائد" ہے۔ صاحبِ ذوق حضرات اسے ملاحظہ کریں۔

آخر میں گزارش ہے کہ انسانی بساط کی حد تک ہم نے کوشش کی ہے کہ تمام اعتقادات کا احاطہ ہو لیکن اگر کوئی عقیدہ درج ہونے سے رہ گیا ہو تو قارئین ضرور مطلع فرمائیں تاکہ نئے ایڈیشن میں اس کو بھی درج کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ "کتاب العقائد" کو اپنی رضا کا سبب بناتے ہوئے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، بندہ کے لیے، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سے متعلق ہر فرد کے لیے اسے صدقۂ جاریہ بنائے اور عوام وخواص کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم؛ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

والسلام، محتاجِ دعا

محمد الیاس گھمن

3-رجب-1442ھ

15-فروری-2021ء

استنبول۔ ترکی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ٪﴿۳﴾

زمانے کی قسم بے شک وہی انسان کامیاب ہیں جن کا عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، صحیح عقیدہ اور سنت عمل کی تبلیغ واشاعت بھی کرتے ہوں اور اگر اس تبلیغ واشاعت پر مصائب وپریشانیاں آئیں تو ان پر صبر بھی کرتے ہوں۔

شریعت کے اجزاء:

اگر شریعت کے اجزاء کی تفصیلی تقسیم بیان کی جائے تو شریعت کے اجزاء پانچ ہیں:

1: اعتقادات

2: عبادات

3: اخلاقیات

4: معاشرات

5: معاملات

اگر درمیانی تقسیم کی جائے تو اجزاء تین ہیں:

1: اعتقادات

2: عبادات

3: اخلاقیات

اگر نہایت اختصار سے تقسیم کی جائے تو شریعت کے دو جزو ہیں:

1: عقائد

2: اعمال

اعتقاد اصل ہے، عمل فرع ہے۔ صحیح اعتقاد کے بغیر آخرت کے عذاب سے نجات ممکن نہیں جبکہ عملِ صالح کے بغیر نجات کی امید ہے، البتہ معاملہ اللہ تعالی کی مشیت کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرما دیں اور چاہیں تو قانونِ عدل سے سزا دیں۔ عقیدہ ایک بھی خراب ہو تو اسلام کی ساری عمارت خراب ہو جاتی ہے۔

عقیدہ اور عمل میں فرق:

1- عقیدہ اصل ہے اور عمل فرع ہے، جو فرق اصل اور فرع میں ہے وہی فرق عقیدہ اور عمل میں ہے۔

2- عقیدہ کا محل "دل" اور اعمال کا محل "بدن" ہے، جو فرق دل اور بدن میں ہے وہی عقیدہ اور عمل میں ہے۔

علم الکلام، علم الفقہ:

جس علم میں عقائد بیان کیے جائیں اسے "علم العقائد یا علم الکلام" کہتے ہیں، جس میں اعمال اور احکام بیان کیے جائیں اسے "علم الفقہ" کہتے ہیں۔ جو شخص علم الکلام کا ماہر ہو اسے "متکلم" اور جو علم الفقہ کا ماہر ہو اسے "فقیہ" کہتے ہیں۔

ائمہ علم الکلام:

مشہور ائمہ علم الکلام دو ہیں:

امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ:

آپ کا نام ابو الحسن علی بن اسماعیل الا شعری الحنبلی ہے۔ آپ حضرت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، قبیلہ اشعر کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو اشعری کہتے ہیں، 260 ہجری میں "بصرہ" میں پیدا ہوئے، بچپن میں والد کا انتقال ہو گیا' بعد میں ان کی والدہ کا نکاح مشہور معتزلی "محمد بن عبد الوہاب بن سلام المعروف ابو علی جُبَّائی" (ت 303ھ) سے ہو گیا۔ آپ نے فن مناظرہ اور علم الکلام؛ ابو علی جبائی کی تربیت میں رہ کر حاصل کیا لیکن نہایت سلیم الطبع اور سلیم الفطرت ہونے کی وجہ سے معتزلہ کی رکیک اور بعید از عقل تاویلات کی وجہ سے مسلک اھل السنۃ والجماعۃ کو قبول کیا اور تاحیات عقائد اھل السنۃ والجماعۃ کے اثبات اور معتزلہ کی تردید میں دلائل دیتے رہے۔ فروع میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ت 241ھ کے مقلد تھے۔ تین سو کے قریب کتب تصنیف فرمائیں۔324ھ میں انتقال فرمایا۔

امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ:

آپ کا نام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی الحنفی ہے۔ آپ ماوراء النہر سمرقند کے ایک گاؤں "ماترید" میں پیدا ہوئے۔ اس گاؤں کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو ماتریدی کہتے ہیں۔

معتزلہ کا شدت کے ساتھ رد کرنے کی وجہ سے ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کے بعض وہ افکار جن کا دفاع کرنا ادلہ شرعیہ کی روشنی میں مشکل تھا، کی اصلاح فرمائی اور معتزلہ کی تردید اور اھل السنۃ والجماعۃ کے افکار کی تائید میں راہِ اعتدال اختیار فرمائی۔ فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ت 150ھ کے مقلد تھے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔

آپ محدث زمانہ امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ ت 321ھ کے ہم عصر تھے۔ آپ نے 333 ہجری میں وفات پائی۔

اللہ تعالی کی ذات سے متعلق عقائد

اللہ تعالی کا وجود:

کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ "اللہ تعالی" کی ذات ہے۔

اللہ تعالی کی توحید:

اللہ تعالی اپنی ذات، صفات اور اسماء میں یکتا ہیں۔ کسی کے باپ ہیں نہ بیٹے، کائنات کا ہر ذرہ ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں۔ کل جہان کے خالق ومالک ہیں۔

اللہ تعالی کی ذات قدیم:

اللہ رب العزت ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ جب کوئی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ تھے اور جب کوئی نہیں ہو گا تو بھی اللہ تعالیٰ ہوں گے۔

اللہ تعالی کی قدرت:

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ذات ہے، کوئی چیز اس کی قدرت میں حائل نہیں ہو سکتی۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالی کے ارادے میں رکاوٹ بن جائے کہ اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہیں اور کوئی چیز حائل ہو جائے اور وہ کام نہ کرنے دے۔ اسی طرح کوئی چیز ایسی بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہیں کہ یہ کام نہ ہو لیکن وہ چیز اس کام کو کر دے۔

اللہ تعالی کا کلام:

اللہ تعالی کا کلام الفاظ اور حروف سے مرکب نہیں بلکہ وہ کلام؛ کلامِ نفسی ہے

جو اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔

اللہ تعالی کا کلام قدیم ہے:

اللہ تعالی کا کلام ازل سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام اللہ تعالیٰ باقی صفات کی طرح قدیم ہے۔

اللہ تعالی کا کلام مخلوق نہیں:

اللہ تعالی کا کلام جسے کلام نفسی بھی کہتے ہیں وہ نہ تو مخلوق ہے اور نہ ہی الفاظ و حروف سے مرکب ہے۔

صدقِ کلامِ باری تعالیٰ:

اللہ تعالی کا کلام سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس میں جھوٹ ہونے کا گمان بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالی کی قدرت کا عموم اور اللہ تعالی کی ذات کی تنزیہ:

اللہ تعالی اپنے کیے ہوئے فیصلوں کو تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔ جیسے اللہ کا وعدہ ہے کہ مومنین جنت میں اور کفار جہنم میں جائیں گے اور اگر اللہ تعالی چاہیں تو مومنین کو ہمیشہ جہنم میں اور کفار کو جنت میں داخل کر دیں اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں، اسے "عموم قدرت باری تعالیٰ" کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ایسے کرتے نہیں، اسے "تنزیہ باری تعالیٰ" کہتے ہیں۔ ہم عموم قدرت باری تعالی اور تنزیہ باری تعالی دونوں کے قائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ معبود برحق ہیں:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور إلٰہ بننے کے لائق نہیں کیونکہ کسی میں ایسی طاقت اور قدرت نہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ موجود بلا مکان:

اللہ تعالیٰ بلا جسم، بلا مکان اور بلا جہت موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہونے میں جسم، خاص مکان اور خاص جہت کے محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات:

اللہ تعالیٰ کی ذات؛ صفاتِ حمیدہ کے ساتھ متصف ہے۔

صفات کی دو قسمیں ہیں:

1- محکمات

2- متشابہات

صفات محکمات:

وہ صفات ہیں جن کا معنی بالکل ظاہر اور واضح ہو۔

صفات محکمات کی دو قسمیں ہیں:

1: صفات ذاتیہ

2: صفات فعلیہ

صفات ذاتیہ:

جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف ہوں اور ان کی ضد کے ساتھ اللہ تعالیٰ

موصوف نہ ہوں، انہیں "ام الصفات" بھی کہتے ہیں اور یہ سات ہیں:

1: حیات — اس کی ضد ہے "موت"۔

2: علم — اس کی ضد ہے "جہل"۔

3: قدرت — اس کی ضد ہے "عجز"۔

4: ارادہ — اس کی ضد ہے "عدم ارادہ"۔

5: سمع — اس کی ضد ہے "صَمٌ" (بہرا پن)۔

6: بصر — اس کی ضد ہے "عَمٰی" (نابینا پن)۔

7: کلام — اس کی ضد ہے "بُکم" (گونگا پن)۔

صفات فعلیہ:

جن کے ساتھ اللہ تعالی موصوف ہوں اور ان کی ضد کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ موصوف ہو سکیں لیکن اس کا تعلق اللہ کے غیر کے ساتھ ہو جیسے احیاء اس کی ضد ہے اماتۃ، اھداء اس کی ضد ہے اضلال، اعزاز اس کی ضد ہے اذلال۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اماتۃ کی صفت کے ساتھ موصوف ہیں، لیکن اس کا تعلق مخلوقات کے ساتھ ہے کہ موت مخلوقات پر آئے گی، اسی طرح اضلال، اذلال کہ گمراہی اور ذلت کا تعلق مخلوقات کے ساتھ ہے۔

صفات متشابہات:

یہ وہ صفات ہیں جن کے معانی غیر واضح اور مبہم ہیں، عقل انسانی کی وہاں تک رسائی نہیں۔

متشابہات کی دو قسمیں ہیں:

1: غیر معلوم المعنی، غیر معلوم المراد یعنی ان کا لغوی معنی بھی معلوم نہ ہو اور مُرادِ شرعی بھی معلوم نہ ہو ان کو متشابہ من کل الوجوہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے حروف مقطعات: الٓمٓ، حٰمٓ، نٓ۔

2: معلوم المعنی وغیر معلوم المراد یعنی ان کا لغوی معنی تو معلوم ہو اور مراد شرعی معلوم نہ ہو ان کو متشابہ من بعض الوجوہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالی کی ذات کے لیے ید، وجہ، ساق، عین وغیرہ۔

استواء علی العرش:

اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک "استواء علی العرش" اللہ تعالیٰ کی صفت متشابہ ہے جس کے حقیقی معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں اور قرآن مجید میں اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ البتہ درجہ گمان میں اس کا معنی غلبہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

ید، عین، ساق، وجہ:

قرآن کریم میں اللہ تعالی کی ذات کے لیے ید، وجہ، عین، ساق، نفس کلمات استعمال ہوئے ہیں ان کے بارے میں پانچ باتیں سمجھنا اور ماننا ضروری ہیں۔

1: ان کلمات سے مراد اعضاء نہیں۔

2: یہ کلمات؛ صفات ہیں۔

3: یہ صفاتِ متشابہات ہیں۔

4: ان کلماتِ متشابہات کا معنی ہمیں معلوم نہیں، ہم ان کے معنی اور مفہوم کو اللہ تعالی کے سپرد کرتے ہیں۔

5: ان کلمات کا جو معنی بھی ہو مخلوق وغیرہ کی مشابہت سے پاک ہیں۔

فائدہ:

ان کلمات کے معانی میں بوقت ضرورت مناسبِ مقام درجہ ظن میں تاویل کرنے کی گنجائش ہے مثلاً "ید" کا معنی قدرت، "عین" کا معنی حفاظت، "وجہ" کا معنی ذات۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی تقدیس:

اللہ تعالیٰ موجود ہیں مگر موجود ہونے میں مخلوق کی طرح جسم کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ بولتے ہیں مگر بولنے میں مخلوق کی طرح زبان کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ سنتے ہیں مگر سننے میں مخلوق کی طرح کان کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں مگر دیکھنے میں مخلوق کی طرح آنکھ کے محتاج نہیں وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کا وجود اور ظہور:

اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اللہ کی صفات بھی ازلی اور ابدی ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوقات کی پیدائش سے پہلے موجود تھی اسی طرح اللہ کی صفات بھی مخلوق کی پیدائش سے پہلے موجود تھیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق کے فنا ہونے کے بعد رہے گی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات بھی مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی رہیں گی البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب مخلوق کو وجود ملتا ہے۔ مثلاً جب مخلوق موجود نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ اس وقت بھی خالق تھے اور صفتِ خلق کے ساتھ متصف تھے۔ ہاں جب مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو صفتِ خلق کا ظہور ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ متکلم تو پہلے سے تھے اور صفتِ کلام کے ساتھ متصف تھے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے تو اس وقت صفتِ کلام کا ظہور ہوا ہے۔ اس لیے صفات کا وجود الگ چیز ہے اور صفات کا ظہور الگ چیز۔

اللہ تعالی کے افعال غیر مُعَلَّلُ بالاغراض:

کسی چیز کے پیدا کرنے میں اللہ تعالی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا فرماتے ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں ہوتی، البتہ اس چیز کی مخلوق کو ضرورت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی ضرورت اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ صمد اور بے نیاز ذات ہے اور کسی چیز کا محتاج ہونا اس شانِ بے نیازی کے خلاف ہے۔

اللہ تعالی کو کسی کا ڈر نہیں:

اللہ تعالیٰ جب کسی کو بیماری یا موت دیتے ہیں تو یہ خوف نہیں ہوتا کہ جس کو بیماری یا موت دے رہا ہوں وہ میرا نقصان کر سکتا ہے یا اس کے عزیز و اقارب مجھ سے بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی خوف کے بیماری، موت دیتے ہیں، کیونکہ خوف ہونا عجز کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور عجز سے پاک ذات ہے۔

تقدیر:

تقدیر علم الہی اور امر الہی کے مجموعہ کا نام ہے۔ یعنی اس عالم میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہوگا وہ سب کچھ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالی کے علم میں ہے کہ فلاں انسان کو اللہ تعالی اختیار دیں گے اور وہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا یہ علم الہی ہے اور اللہ تعالی اپنے علم کے موافق ہر چیز کو پیدا فرمانے سے پہلے یہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا اور یہ امرِ الہی ہے۔

تقدیر خیر و تقدیر شر:

اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے بندہ کے نفس، خواہش اور مزاج کے موافق ہوں ان کو

"تقدیرِ خیر" اور جو فیصلے نفس، خواہش اور مزاج کے خلاف ہوں انہیں "تقدیرِ شر" کہتے ہیں، وگرنہ اللہ تعالیٰ کے سارے فیصلے اپنی ذات کے اعتبار سے خیر ہی ہوتے ہیں۔

اللہ کا عدل و فضل:

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادے، اختیار اور خواہش ورغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں جن میں بندے کے طبعی شوق ورغبت یا طبعی نفرت وکراہت کا دخل ہوتا ہے۔ ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر جزا اور جو برا کام کرے گا اس پر سزا ملے گی؛ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کر دے۔

اللہ تعالی مسبب الاسباب ہے:

ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اس کی مشیت کے تابع ہے دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں مؤثر نہیں۔

اللہ تعالی عالم الغیب ہے:

جو چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی جانتے ہیں اور جو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم ہیں۔ اس کائنات میں جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتے ہیں، کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخفی

نہیں۔

اللہ تعالی مختار کل ہے:

اس کائنات کے ذرے ذرے پر اللہ تعالی کو مکمل اختیار حاصل ہے، مومن اور صالح لوگوں کو جزا جبکہ کفار وفساق کو سزا دینا اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالی ہر وقت، ہر جگہ موجود ہے:

جب کوئی مکان اور جگہ موجود نہ تھی اللہ تعالیٰ تب بھی تھے، اب جبکہ مکانات اور جگہیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ اب بھی ہیں اور جب کوئی جگہ اور مکان نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ تب بھی ہوں گے حتیٰ کہ کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جہاں اللہ تعالیٰ موجود نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام:

اللہ تعالی کے مبارک ناموں کی دو اقسام ہیں:

ذاتی: اللہ پاک کا ذاتی نام صرف ایک اسم جلالہ یعنی اللہ ہے۔

صفاتی: اسم جلالہ یعنی اللہ کے علاوہ باقی تمام اسماء صفاتی ہیں۔ اللہ تعالی کے صفاتی ناموں کو "اسماءِ حسنیٰ" بھی کہتے ہیں۔

الاسماء الحسنیٰ:

هُوَ اللهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ

الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِيْ الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالُ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّآرُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ.

اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے:

لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے مالک ورب کا ترجمہ ہے اس لیے اس لفظ کو ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال کرنا؛ جائز اور درست ہے۔

استعانت واستمداد:

وہ کام جو مافوق الاسباب ہیں یعنی جن کا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ان میں صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنی ضروری ہے۔

نذر ونیاز:

بغیر شدید ضرورت اور مجبوری کے نذر ونیاز نہیں ماننی چاہیے۔ اگر مجبوری کے تحت منت ونذر ماننی پڑ جائے تو پھر نذر صرف اللہ کے نام کی ماننی چاہیے۔ غیر اللہ کے نذر ماننا درست نہیں۔

نبوت سے متعلق عقائد

نبی کی ضرورت:

اللہ تعالیٰ خالق؛ ہم مخلوق، اللہ تعالیٰ مالک؛ ہم مملوک ہیں۔ مخلوق اور مملوک کا فرض ہے کہ اپنے خالق ومالک کی بات مانے اس لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم اس وقت مانیں گے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھیں گے یا بات کو سنیں گے اور اس دنیا میں رہ کر نہ تو ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بات کو سن سکتے ہیں۔ اس لیے ایسے واسطے کی ضرورت ہے جس نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا یا بات کو سنا ہو اور وہ واسطہ رسول اور نبی کی ذات ہے۔

نبی کی تعریف:

"نبی" ایسے انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ، معصوم عن الخطاء اور مفروض الاتباع ہو۔ یعنی وہ انسان اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث ہو، صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء کے علاوہ کسی انسان کے لیے ثابت کرنا؛ اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے؛ کفر ہے۔

نبی مرد ہوتا ہے:

نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔

نبی کی ذات بشر، صفت نور:

نبی اپنی ذات کے اعتبار سے بشر اور انسان ہوتے ہیں اور اپنی صفت کے لحاظ سے نور ہوتے ہیں۔ جن آیات اور احادیث میں انبیاء علیہم السلام کو "بشر" فرمایا گیا وہاں مراد ذاتِ نبوت ہے اور جہاں "نور" فرمایا گیا وہاں مراد صفتِ نبوت ہے۔

نبی اور رسول میں فرق:

رسول وہ ہے جو نئی شریعت لائے اور نبی وہ ہے جو نئی شریعت نہ لائے بلکہ پہلی شریعت کی تعلیم دے۔

تعداد انبیاء ورسل علیہم السلام:

انبیاء ورسل علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش ہے جبکہ صرف رسل علیہم السلام کی تعداد تین سو پندرہ ہے۔

نبوت کا دوام:

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی تھے۔ البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کے لیے نجات کا مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی عظمت:

کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم؛ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل،

اعلیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی نیند:

نیند کی حالت میں انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اور نیند کے باوجود انبیاء علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا خواب:

انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی ان کی وحی کی طرح وحی ہوتا ہے اور برحق وسچ ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی جس جگہ وفات ہو اسی جگہ تدفین ہوتی ہے:

اللہ تعالی کے نبی کی جس جگہ وفات ہوتی ہے اسی جگہ تدفین ہوتی ہے۔ نبی کے جسد اطہر کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاتا۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ، بتعلق روح، بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازمِ دنیا کے زندہ ہیں۔

مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں:

حیاتِ دنیوی... یعنی دنیا والے جسم کو حیات حاصل ہے

حیاتِ جسمانی... یعنی جسمِ حقیقی و عنصری کو حیات حاصل ہے، جسمِ مثالی کو نہیں۔

حیاتِ حسی... یعنی اس حیات کو انبیاء علیہم السلام کا جسم محسوس بھی کرتا ہے۔

حیاتِ برزخی... یعنی یہ حیات عالمِ برزخ میں ہے۔

حیاتِ روحانی... یعنی اس حیات میں اصل بدن ہے اور روح اس کی تابع ہے۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں:

وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بطور تلذذ کے اپنی اپنی قبور میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا مال وراثت میں تقسیم نہیں ہوتا:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جب دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو ان کا مال وراثت میں تقسیم نہیں ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام جو مال چھوڑ کر جاتے ہیں وہ امت کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

خدائی اختیارات وصفات؛ انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت نہیں:

نبی کے لیے خدائی اختیارات اور صفات خاصہ ثابت کرنا جائز نہیں جیسے علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل وغیرہ۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

نبی العالمین صلی اللہ علیہ وسلم:

گزشتہ انبیاء علیہم السلام خاص قوموں، خاص بستیوں یا خاص شہروں کی طرف خاص وقت میں بھیجے جاتے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مکانوں، تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے نبی ہیں۔

نبی الانبیاء علیہم السلام:

”نبی“ اسے کہتے ہیں جس کا کلمہ امت پڑھے اور ”نبی الانبیاء“ اسے کہتے ہیں جس کا کلمہ امت بھی پڑھے اور انبیاء علیہم السلام بھی پڑھیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام

صرف "نبی" ہیں جبکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی ہیں اور نبی الانبیاء بھی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے اور "امام الانبیاء" کے لقب سے سرفراز ہوئے ہیں۔

افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان، زمان اور مقام کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کسی بھی قسم کا، کسی زمانے، کسی مکان میں کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

حجیت حدیث:

مومن ہونے کے لیے جس طرح اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ نبی کی ذات پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالی کی بات کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر (حدیث مبارک) پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلتِ روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتی کہ کعبہ، کرسی اور عرش سے بھی افضل ہے۔

روضہ مبارک کی طرف سفر کرنا:

سفر مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک ومسجد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعث اجر وثواب ہے۔ البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے۔

زیارتِ روضہ اطہر:

روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

صلوۃ وسلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور نہایت اجر وثواب کا باعث ہے۔ کثرت کے ساتھ صلوۃ وسلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور سب سے افضل درود، دورد ابراہیمی ہے۔

فائدہ:

زندگی میں ایک مرتبہ صلوۃ وسلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ صلوۃ وسلام پڑھنا واجب ہے اور ہر ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

عرض اعمال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اعمال پر اللہ تعالی کی حمد اور برے اعمال پر اللہ تعالی سے امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضرت! آپ میری مغفرت کی سفارش فرمائیں؛ جائز ہے۔

حقیقت معجزہ:

معجزہ چونکہ اللہ تعالی کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزہ کو شرک کہہ کر معجزہ کا انکار کرنا یا معجزہ سے دھوکہ کھا کر انبیاء علیہم السلام کے لیے مختار کل اور قادر مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

معجزات انبیاء علیہم السلام:

وہ خرق عادت امور جو نبی اور رسول کے ہاتھ پر ظاہر ہوں نبی اور رسول کا معجزہ کہلاتے ہیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت صالح علیہ السلام کے لیے چٹان سے اونٹنی نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر جانا اور قرآن کریم وغیرہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے جن معجزات سے نوازا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی معجزات میں سب سے بڑا معجزہ معراج اور علمی معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔

ملائکہ سے متعلق عقائد

اللہ تعالی نے ان کو نور سے پیدا فرمایا اور ان کو مختلف شکلوں میں آنے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔

یہ عموماً انسانی نظروں سے غائب رہتے ہیں۔

نہ تو مرد ہیں اور نہ ہی عورت ہیں۔ ان کی اولاد پیدا ہوتی ہے نہ ان کی نسل چلتی ہے۔

کھانے پینے سے بھی پاک ہوتے ہیں۔

ہر وقت تسبیح و تہلیل اور احکام خداوندی کی تعمیل میں مشغول رہتے ہیں۔

جن کاموں پر اللہ نے ان کو مقرر کیا ہے ان کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ان میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

کچھ فرشتوں کے ذمہ ارواح قبض کرنا ہے۔ ان کے سردار حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔

کچھ فرشتوں کی ذمہ داری انسانوں کے اعمال لکھنے کی ہے۔

کچھ فرشتوں کے ذمہ انسانوں کی حفاظت کرنا ہے۔

کچھ فرشتے جنت کے اور کچھ دوزخ کے نگران ہیں۔

ان کی تعداد اللہ تعالی کو ہی معلوم ہے البتہ ان میں روح القدس حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، اور ملک الموت؛ عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

خواص بشر (انبیاء ورسل علیہم السلام) خواص ملائکہ (مقربین یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت، حاملین عرش وغیرہ) سے افضل ہیں۔ خواص ملائکہ: دیگر ملائکہ اور عام بشر (اولیاء، اتقیاء، صلحاء) سے افضل ہیں۔ عام بشر (اولیاء، اتقیاء، صلحاء) عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ عام ملائکہ فاسق فاجر انسانوں سے افضل ہیں۔

آسمانی کتب سے متعلق عقائد

جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب اللہ تعالی نے نازل فرمائی ہے وہ برحق اور سچی تھی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ البتہ تورات، زبور، انجیل اور دیگر تمام صحفِ آسمانی منسوخ ہو چکے ہیں۔ تورات، زبور، انجیل وغیرہ کے جو نسخے آج موجود ہیں یہ تحریف شدہ ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ان میں ردوبدل کر دیا ہے۔ اب قیامت تک کے لیے کتب ساویہ میں سے واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

آسمانی کتب وصحائف کی تعداد:

ایک روایت کے مطابق آسمانی کتب اور صحائف کی تعداد ایک سو چار ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ صحائف میں سے پچاس حضرت شیث علیہ السلام، تیس حضرت ادریس علیہ السلام، دس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

صداقت قرآن:

سورۃ فاتحہ سے لے کر "والناس" تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ سچا ہے۔

حفاظت قرآن:

سورۃ الفاتحہ سے لے کر "سورۃ الناس" تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف محفوظ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق عقائد

صحابی کی تعریف:

مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ.

نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لابن حجر العسقلانی: ص133

ترجمہ: جس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

فائدہ:

اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان لانے کے ارادے سے آئے تو بھی صحابی ہے اور اگر ایمان لانے کا ارادہ لے کر نہ آئے لیکن

محفل میں آکر ایمان قبول کر لے تو وہ بھی صحابی ہے۔ اسی طرح لقاء کے لیے زیادہ وقت درکار نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ ایک لمحہ کے لیے بھی صحبت میسر ہو جائے تب بھی صحابی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدائی انتخاب ہیں:

مقام صحابیت محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم الشان منصب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت ورسالت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کا انتخاب فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی خود منتخب فرمایا۔ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مومن ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پکے سچے مومن ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی اللہ پاک نے اہل ایمان کی صفات بیان فرمائی ہیں ان کا سب سے پہلا مصداق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان میں شریعت کے متعلق گواہی دینے کی اہلیت موجود ہے اور ان کی بات کو سچی گواہی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ دین اسلام کا مدار انہی کی روایات، مرویات اور شہادات پر ہے اور ان کی روایات وشہادات کا انحصار ان کی ذات کے عادل ہونے پر ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، افعال اور ان کی تقاریر حجتِ شرعیہ ہیں۔ ان کے قول، فعل اور تقریر کو دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محفوظ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے بشری تقاضہ کے مطابق کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمے میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے یعنی دنیا میں اس گناہ سے معافی عطا فرما دیتے ہیں اور اس گناہ کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا ایمان اور عمل قبول ہوتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان اور عمل کے عین مطابق ہو۔ اور اگر کسی کا ایمان اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان و عمل کے مطابق نہیں ہو گا تو وہ اللہ کے ہاں قبول بھی نہیں ہو گا۔ نہ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "مومن" کہلائے جانے کا مستحق ہے اور نہ "نیک" کہلائے جانے کا مستحق۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تنقید سے بالاتر ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو یا ان کی شان میں کمی ہوتی ہو؛ حرام ہے۔ تنقید کی دو ممکنہ صورتیں بن سکتی ہیں:

1: ایمان پر تنقید

2: اعمال پر تنقید

یہ دونوں ممنوع ہیں۔ اگر تنقید ایمان و عقیدہ کی وجہ سے ہو یعنی عقیدہ خراب ہو تو صحابی صحابی نہیں رہتا اور اگر تنقید عمل کی وجہ سے ہو تو صحابی عمل کی وجہ سے صحابی بنتا ہی نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی ہیں۔ ایک لمحے کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ان تک تو جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچ سکتا، قیامت والے دن سیدھے جنت میں جائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کا افضل ترین طبقہ ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طبقہ امت کا سب سے بہترین اور افضل ترین طبقہ ہے۔ ان جیسے باکمال اور بے مثال لوگ نہ ان سے پہلے کسی امت میں پیدا ہوئے نہ ہی ان کے بعد قیامت تک پیدا ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معصوم ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ فرداً فرداً مومن، عادل، معیار حق، تنقید سے بالاتر اور گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن جب کسی بات پر متفق ہو جائیں یعنی ان کا اجماع ہو جائے تو وہ اجماع؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرح معصوم ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم حرام ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نامناسب الفاظ سے یاد کرنا، برا بھلا کہنا، سَبّ و شتم کرنا، گالم گلوچ کرنا اور لعن طعن کرنا حرام ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔

حب صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت اور گمراہی ہے۔

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم:

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے اعلی ترین درجہ اور مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اور ان میں بھی باہمی مقام و مرتبہ کی ترتیب درج ذیل ہے:

1: خلفائے راشدین علی الترتیب الخلافۃ۔

2: عشرہ مبشرہ۔

3: اصحاب بدر۔

4: اصحاب بیعت رضوان۔

5: شرکاء فتح مکہ

6: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔

عشرہ مبشرہ:

حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذو النورین، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُخروی عذاب سے محفوظ ہیں:

کسی ایک صحابی کو بھی اُخروی عذاب نہیں ہو گا، جس شخص کو ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہو گئی اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

دشمنانِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے براءت:

جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان، عدالت، حجیت اور حفاظت کا منکر ہو یا صحابہ پہ طعن و تشنیع کرتا ہو ہم اس سے اعلان براءت کرتے ہیں۔ ہمارا اس بندے سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ پاک دنیا اور آخرت میں ہمیں ایسے لوگوں سے الگ رکھیں۔

خلافت راشدہ و خلفائے راشدین:

خلافت راشدہ شریعت کی اصطلاح ہے جس سے مراد خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن ہے۔ یعنی قرآن کریم کی آیت استخلاف {سورۃ النور آیت 55} میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خلافت دینے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ چار (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ ان چاروں کو خلفائے راشدین اور ان کے دورِ خلافت کو دورِ خلافت راشدہ

کہتے ہیں۔

خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کا اختلاف اجتہادی تھا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بلاشرکتِ غیر؛ متفقہ طور پر امیر المومنین اور مسلمانوں کے خلیفہ بن گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ تو نہیں ہاں البتہ خلافت عادلہ ضرور تھی۔

حق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ اور یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں۔

فسق یزید:

یزید فاسق وفاجر تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اور ولی عہد ہونے کی وجہ سے یزید کو صالح نہیں کہہ سکتے۔ اور یزید کے فسق وفجور کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض بھی نہیں کرسکتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات:

”مشاجرات“ کا لغوی معنی ہوتا ہے ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا آپس میں

ہوا کی وجہ سے ٹکرانا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کا معنی یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی (ایمان والے) درخت کی شاخیں ہیں۔ (آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق) ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے بلکہ بعض جنگی حالات بھی پیش آئے، جیسے جنگِ جَمَل اور جنگِ صِفّین۔

ان جنگوں اور مشاجرات کی وجہ سے دونوں فریقوں کا احترام، مقام و منصب اور جلالتِ شان کو ذہن میں رکھتے ہوئے اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ ان معاملات میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق (درست اجتہاد) پر تھے اور ان کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی خطا پر تھے۔ ان کی خطا "اجتہادی خطا" تھی جسے کسی صورت "باطل" نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان واقعات کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوئی، کسی ایک کا بھی مقام کم نہیں ہوا اور کوئی ایک بھی ایمان سے خالی نہیں ہوا۔ ان میں کسی ایک کو حق اور اس کے مقابلے میں دوسرے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ حدیث مبارک کی رو سے دونوں کو اللہ کی طرف سے اجر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے متعلق عقائد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے والی خواتین کو امہات المومنین کہا جاتا ہے۔ ان کی تعداد 11 ہے۔ اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:

- سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا
- سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

- سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ ام سلمہ ہند بن ابی امیہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
- سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا
- سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا
- سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

فائدہ:

ازواج مطہرات میں سے دو؛ سیدہ خدیجۃ الکبری اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پا گئیں اور باقی نو بیویاں بیک وقت آپ کے نکاح میں باقی رہیں۔

ان کے علاوہ کچھ کنیزیں اور باندیاں بھی تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

1. سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا (ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو 18 ماہ بعد فوت ہو گئے۔)
2. سیدہ ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا
3. سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا
4. سیدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا

نبی کی بیوی خدا کا انتخاب:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ازواج مطہرات سے نکاح اپنی مرضی سے نہیں فرمایا بلکہ خدا کے حکم اور انتخاب سے فرمایا ہے۔

نبی کی بیوی کی عفت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پاک دامن ماننا ضروری ہے۔ کسی بھی نبی کے نکاح میں اللہ تعالی کبھی بدکارہ عورت نہیں آنے دیتے۔

نبی کی بیوی امت کی ماں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امت مسلمہ کی روحانی مائیں ہیں۔

نبی کی بیوی پہ عدت وفات نہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر عدتِ وفات نہیں۔

نبی کی بیوی سے امتی کا نکاح جائز نہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

بیٹے، بیٹیاں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں:

- حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: آپ علیہ السلام کے بیٹے عبد اللہ کو "طاہر" اور "طیب" بھی کہا جاتا ہے۔

- حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

داماد:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین داماد تھے:

1: حضرت ابو العاص لقیط بن الربیع رضی اللہ عنہ جن سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

2: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تھا۔

اہل بیت کا مفہوم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا پہلا مصداق آپ کی ازواج مطہرات ہیں پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور پھر بیٹیوں کی اولادیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا خاتمہ فطرتِ اسلام پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا اسمِ گرامی عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا اسمِ گرامی آمنہ ہے۔

ولایت سے متعلق عقائد

تصوف:

روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام تصوف ہے جس کو قرآن کریم میں ”تزکیہ نفس“ اور حدیث میں ”احسان“ کہا گیا ہے۔

بیعت:

عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ، متبع سنت، دنیا سے بے رغبت، طالبِ آخرت، مُجاز بیعت شیخ طریقت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اتباعِ سنت کرنے اور گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرنا ”بیعت“ کہلاتا ہے۔

فائدہ: بیعت کا فائدہ تب ہوتا ہے جب شیخ کو اپنے حالات کی اطلاع اور شیخ کی ہدایات کی اتباع کا اہتمام کیا جائے۔

بیعت کی اقسام:

1: بیعت علی الاسلام، کوئی کافر کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو۔

2: بیعت علی ارکان الاسلام، کوئی شخص مسلمان ہو اور وہ بیعت کرے کہ میں فلاں فلاں گناہ سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ شریعت کی پابندی کروں گا۔

3: بیعت علی الجہاد، کوئی شخص امیر المجاہدین کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ میں جب تک زندہ ہوں جہاد کرتا رہوں گا اور مرتے دم تک شریعت کے لیے آپ کا ساتھ دوں گا۔

ولی کی تعریف:

ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو صحیح العقیدہ ہو، گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان اتباع سنت ہے جو جتنا متبع سنت ہو گا اتنا بڑا ولی اللہ ہو گا ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور برحق اور ممکن ہے؛ ضروری نہیں۔

فائدہ:

ولایت کسبی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالی کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف و الہام پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اتباع سنت پر ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات:

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالی کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے، اور اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا، اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اس کا انکار کرنا یا کرامت سے دھوکہ کھا کر اولیاء اللہ کے اختیارات کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

استدراج:

کافر یا فاسق و فاجر سے خرق عادت کام کا صدور کرامت نہیں بلکہ استدراج (اللہ تعالی کی طرف سے ڈھیل) کہلاتا ہے۔

اولیاءاللہ کاوسیلہ:

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد (مثلاًیوں کہنا کہ اے اللہ !فلاں نبی یا فلاں بزرگ کے وسیلے سے میری دعا قبول فرما) جائز ہے۔

جنات سے متعلق عقائد

- اللہ تعالی نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا کیا ہے جنہیں "جنات" کہتے ہیں۔
- ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔
- جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلف ہیں۔
- مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی ثواب و عذاب ہو گا۔
- جنات میں کوئی نبی نہیں پیدا ہوا، جنات کے لیے انسان ہی نبی ہوتے تھے۔
- جنات میں سب سے زیادہ مشہور ابلیس لعین ہے۔

آخرت سے متعلق عقائد

اعتبار خاتمہ کا ہے:

عمر بھر کوئی کیسا ہی ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا یا برا بدلہ ملتا ہے۔

قبولیت توبہ:

آدمی عمر بھر میں جب کبھی گناہ سے توبہ کرے یا کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو اس کی توبہ اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ مرتے دم جب سانس ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ہی ایمان۔

قیامت:

قیامت کی دو قسمیں ہیں:

1: قیامت صغریٰ: موت کے بعد حشر تک کے حالات اس مرنے والے شخص کے لیے ایک چھوٹی قیامت ہے کیونکہ اعمال کا دور ختم ہو گیا اجمالی حساب وکتاب کے بعد اجمالی جزا اور اجمالی سزا کا دور شروع ہو گیا۔

2: قیامت کبریٰ: صور پھونکنے کے بعد کا زمانہ پوری مخلوق کے لیے ایک بڑی قیامت ہے جس میں تفصیلی حساب وکتاب کے بعد جزا اور سزا کا فیصلہ ہو گا۔

قبر کا مفہوم:

قبر "مَقَرُّ الْمَيِّتِ وَاَجْزَائِهٖ" (جہاں میت یا میت کے اجزاء ہوں) کو کہتے ہیں۔ یعنی موت کے بعد اور قیامت سے پہلے جس جگہ میت ہو یا میت کے جسم کے

اجزاء ہوں وہی اس کی قبر ہے۔ اگر دفنایا جائے تو گڑھا وگرنہ جہاں بھی اجزاء ہوں گے وہ اس میت کی قبر کہلائے گی۔

برزخ کا مفہوم:

سجین سے لے کر علیین تک مکان اور موت سے لے کر حشر تک زمان کے مجموعہ کو برزخ کہتے ہیں۔

قبر میں حیات:

موت کے بعد قیامت سے پہلے قبر اور برزخ میں مردے کے جسم سے روح کا اتنا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے ایک قسم کی حیات ملتی ہے۔ قبر کی حیات نظر نہ آنے والی مخفی حیات ہوتی ہے، نہ آنکھ سے نظر آتی ہے اور نہ ہاتھ لگانے سے محسوس ہوتی ہے۔

قبر میں سوال وجواب:

مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے "منکر" اور "نکیر" آتے ہیں وہ انسان کو بٹھاتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟

2: مَنْ نَّبِيُّكَ؟ تیرا نبی کون ہے؟

3: مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

مومن ان تینوں سوالات کے جوابات دے دیتا ہے جبکہ کافر جوابات نہیں دے سکتا۔

قبر میں ثواب وعذاب:

جو انسان ان تین سوالات کے جوابات دیتا ہے اس کو قبر میں سکون و آرام ملتا ہے اسے جنت کا لباس، جنت کا بستر دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا اس کی قبر میں پہنچتی رہتی ہے۔ اس کی قبر کو تاحد نگاہ وسیع کر دیا جاتا ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے۔

اور جو ان تین سوالوں کے جواب نہیں دیتا اس کی قبر کو اس کے لیے تنگ کر دیا جاتا ہے، اسے جہنم کا لباس پہنایا جاتا ہے، جہنم کا بستر دیا جاتا ہے اور اس کی قبر کی طرف جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے جہنم کی تپش اور جہنم کا دھواں آتا رہتا ہے۔

ایصال ثواب:

انسان عمل کر کے اجر خود لے تو اسے "ثواب" کہتے ہیں اور عمل کر کے اس کا اجر کسی اور کو دے تو اسے "ایصال ثواب" کہتے ہیں۔ اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ثواب اور ایصال ثواب دونوں برحق ہیں۔

اگر کوئی زندہ مسلمان صحیح العقیدہ، شریعت کے مطابق اور اخلاص کے ساتھ کسی زندہ یا مردہ شخص کے لیے جو مسلمان، صحیح العقیدہ ہو دعا کرے، بدنی یا مالی نفلی عبادت کر کے اجر وثواب میت کو دینا چاہے تو اللہ پاک اس کا ثواب میت کو عطا فرما دیتے ہیں۔

قیامتِ کبریٰ:

پہلی بار صور کا پھونکا جانا

اللہ تعالی جب اس عالم کو فنا کرنا چاہیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو

حکم ہو گا، وہ صور پھونکیں گے، جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہو گی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند پرند، سب حیرت کے عالم میں بھاگنے لگیں گے۔ جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے۔ سارا عالم فنا ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام پر بھی موت آجائے گی۔ اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

دوسری بار صور کا پھونکا جانا

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آجائے گا اور مردے قبروں سے اٹھیں گے۔ یہی قیامت کا دن ہو گا۔

حساب و کتاب

ہر بندے کو بارگاہ الٰہی میں پیش ہونا ہو گا، اللہ تعالیٰ کے سامنے آکر ہم کلام ہونا پڑے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہو گا۔ دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے، ان کے بارے میں جواب دہی ہو گی۔ انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے علم، لوح محفوظ اور کراماً کاتبین کے دفتر میں محفوظ ہو گا۔

زمین انسان کے ہر قول و فعل کو محفوظ کر رہی ہے۔ قیامت کے دن وہ سب کچھ اگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت اور فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا۔ انسانی اعضاء و جوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولے گی۔

شفاعت

اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے انسانیت کا حساب کتاب شروع ہو گا۔ یہ شفاعت پوری انسانیت کے لیے ہو گی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات قسم کی شفاعت صرف گنہگاروں کے لیے ہو گی جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

قیامت کا دن

قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے قرآن مجید کی ایک آیت کے مطابق ایک ہزار سال کا اور دوسری آیت کے مطابق پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ مراد یہ ہے کہ بعض لوگوں کے لیے ان کے اعمال کے پیشِ نظر ایک ہزار سال کا اور بعض کے لیے ان کے اعمالِ کے پیشِ نظر پچاس ہزار سال کا ہو گا۔

وزنِ اعمال

اس دن ایک ترازو قائم ہو گا جس کے ذریعے اعمال تولے جائیں گے۔ اعمال کے وزن کی بنیاد اخلاص، تقویٰ اور للّٰہیت پر ہو گی۔

پل صراط

جہنم کی پشت پر پل صراط قائم ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ اس کی مسافت پندرہ سو سال کی ہو گی، ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہو گی۔

موت پر موت

اس دن موت کو ایک دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہو گی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی۔ اس کے بعد اہلِ جنت جنت میں اور اہلِ جہنم جہنم میں چلے جائیں گے۔

قیامت کی علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی نشانیاں:

علامات صغریٰ سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد تک وقوع پذیر ہوں گی۔ ان میں سے کچھ علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں۔

1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

2: ظلم و ستم عام ہو گا۔

3: شرم وحیا اٹھ جائے گی۔

4: شراب کو "نبیذ" سود کو "خرید و فروخت" اور رشوت کو "ہدیہ" کا نام دے دیا جائے گا۔

5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا۔

6: سرکاری خزانوں کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔

7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔

8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

9: شوہر بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

10: دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔

11: ذلیل اور فاسق شخص قوم کے سردار بن جائیں گے۔

12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہو گا۔

13: مسجدوں میں زور زور سے باتیں ہوں گی۔

14: شراب عام ہو گی۔

15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

16: مر دوں میں ریشم عام ہو جائے گا۔

17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

قیامت کی علامات کبریٰ یعنی بڑی نشانیاں:

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد سے لے کر نفخہ اولیٰ تک ظاہر ہونے والی علامات "علامات کبریٰ" ہیں۔

1: حضرت امام محمد مہدی علیہ الرضوان کی آمد

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔ مکہ مکرمہ میں ان کا ظہور ہو گا، بیت اللہ کے طواف کے دوران لوگ انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پہلے ان کی حکومت عرب میں ہو گی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ان کے دور حکومت میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا۔ آپ کا عمل شریعت محمدیہ کے مطابق ہو گا۔ آپ کے زمانے میں دجال نکلے گا اور آپ ہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی؛ عیسائیوں سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ بیت المقدس میں آپ کا انتقال ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور آپ بیت المقدس ہی میں دفن ہوں گے۔

2: دجال

"دجال" ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہو گا اور "مسیح" اس کا لقب ہو گا۔ مسیح؛ مسح سے ہے جس کا معنی ہے مَلی ہوئی آنکھ والا، یعنی کانا۔ اس کی ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخونہ ہو گا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان "ک۔ ف۔ ر" لکھا ہوا ہو گا۔

دجال کا خروج اس زمانے میں ہو گا جب امام مہدی علیہ الرضوان نصاریٰ سے جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام واپس آئیں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہو کر مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے۔ اس وقت دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا، وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے مختلف قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ یمن سے ہو کر مکہ مکرمہ کارخ کرے گا مگر مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔ مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھرا کر شام واپس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر فجر کی نماز کے وقت دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے۔ آپ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی ایسے پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ بالآخر یہ "بابِ لُدّ" پہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو گا۔

3: نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہو گی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکیں گے، اس کے پہنچتے ہی مر جائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسے پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے، ''بابِ لُد'' پر جا کر اس کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکر اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ اس لشکر میں جو یہودی ہوں گے مسلمانوں کا لشکر ان کو خوب قتل کرے گا۔ اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی۔

فائدہ: چونکہ ابھی حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اس لیے مزید چند ضروری باتیں بھی ذہن نشین کر لی جائیں۔

1: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔

2: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت و کتاب عطا فرمائی۔

3: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو دعوت دی تو یہودی آپ کے دشمن بن گئے اور انھوں نے قتل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔

4: قیامت کے قریب واپس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

5: دمشق کی جامع مسجد کے مینار پر نازل ہوں گے۔

6: دجال کو قتل کریں گے۔

7: عدل وانصاف کرنے والے حاکم ہوں گے۔

8: آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے، آپ کی اولاد بھی ہو گی۔

9: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو گا، اہل اسلام آپ کا جنازہ ادا کرنے کے بعد روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کریں گے۔

10: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو 33 یا 34 سال کی عمر میں آسمان پہ اٹھا لیا گیا۔ نزول کے بعد 40 سال کا عرصہ رہیں گے۔ یوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 73 یا 74 سال بنتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام جہجاہ ہو گا، وہ خوب عدل وانصاف کے ساتھ حکومت قائم کریں گے مگر جلد ہی شر وفساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیات ہیں:

ظہور مہدی اور نزول عیسی بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی میں فرق:

1: حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔

2: حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 600 سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہو گا۔

3: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

4: یاجوج ماجوج کا نکلنا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرما جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ امام مہدی کی وفات کے بعد مسلمانوں کی قیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہو گی اور زمانہ نہایت سکون اور راحت سے گزر رہا ہو گا کہ یکایک وحی نازل ہو گی کہ اے عیسیٰ! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ ذو القرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا۔ قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ

غارت گر قوم ٹڈی دَل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیلائے گی جس کا ذکر قرآن کریم کی سورہ کہف آیت 93 تا 98 میں موجود ہے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے جائیں گے اور بارگاہِ خداوندی میں یاجوج ماجوج کے حق میں طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جبکہ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں چھپ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو طاعون کی وبا سے ہلاک کریں گے۔ اس بلائے آسمانی سے سب مر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے پرندے بھیجیں گے جو بعض کو تو کھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے۔ پھر بارش ہو گی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام سے گزرے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس یا پینتالیس سال زندہ رہ کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمائیں گے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

5: سورج کا مغرب سے نکلنا:

قیامت کے قائم ہونے سے پہلے سورج مغرب سے نکلے گا اور یہ وہ وقت ہو گا جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس وقت ایمان لانا مفید ثابت نہ ہو گا۔

6: دابۃ الارض کا نکلنا:

جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اس کے چند روز بعد مکہ مکرمہ کے "صفا" پہاڑ سے یہ عجیب الخلقت جانور نکلے گا۔ جس طرح اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کے قریب زمین سے یہ جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور قیامت کی

خبر دے گا۔ مومنین کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

7: ٹھنڈی ہوا کا چلنا:

دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مؤمن کسی غار یا پہاڑ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہوا سے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے تو نیکی اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

8: حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو گرانا:

اس کے بعد حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہو گا اور زمین پر ان کی سلطنت ہو گی۔ ظلم اور فساد عام ہو گا۔ بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہو گی۔ چوپایوں کی طرح لوگ سڑکوں پر زنا کریں گے۔ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو شہید کر دیں گے۔

9: آگ کا نکلنا:

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ وسطِ عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ملک شام کی طرف ہانک کر لے لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہو گا۔ یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہو گا۔ یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہو گی اور جب صبح ہو گی اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہانک لے جائے گی۔ جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

فائدہ:

سنن ابی داوٗد میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس علامتیں بیان فرمائیں، ان میں سے آخری علامت آگ کا نکلنا ہے:

وَآخِرُ ذٰلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ.

سنن ابی داوٗد: رقم الحدیث 4311

ترجمہ: قیامت کی آخری علامت یہ ہو گی کہ وسط عدن سے ملک یمن میں ایک آگ ظاہر ہو گی جو لوگوں کو میدانِ حشر (یعنی سرزمین شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

جبکہ صحیح البخاری میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ.

(صحیح البخاری:3329)

ترجمہ: قیامت کی پہلی علامت وہ آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔

اس روایت میں آگ کو قیامت کی پہلی علامت کہا گیا ہے۔ بظاہر دونوں روایات میں تعارض اور ٹکراؤ ہے۔

لیکن اگر اس میں غور کیا جائے تو کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں کیونکہ گزشتہ علامات کے اعتبار سے یہ "آخری نشانی" ہے جیسا کہ سنن ابی داوٗد کی روایت میں ہے اور اس اعتبار سے کہ اس کے بعد صرف نفخِ صور ہی ہو گا تو گویا یہ قیامت شروع ہونے کی "پہلی نشانی" ہے جیسا کہ صحیح البخاری کی روایت میں ہے۔

قیامت کے دن اٹھنا:

قیامت کے دن جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو ہر ذی روح چیز کے جسم کو دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ مخلوق برہنہ حالت میں میدان محشر میں جمع ہو گی، کچھ سواریوں پہ سوار ہوں گے، کچھ دوڑ رہے ہوں گے اور بعض چہروں کے بل گھسٹ کر جائیں گے۔

وزنِ اعمال:

قیامت کے دن ایک ترازو قائم کیا جائے گا، اس میں اعمال کو تولا جائے گا اور وزن کی بنیاد اخلاص پر ہو گی۔

حساب و کتاب:

زندگی کے تمام اعمال کا حساب ہو گا۔ نیک لوگوں کو ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں جبکہ فساق کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

پل صراط:

جہنم کے اوپر موجود ایک پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ پانچ سو سال چڑھتے ہوئے، پانچ سو سال گزرتے ہوئے اور پانچ سو سال اترتے ہوئے لگیں گے۔

انسان اپنے اعمال کے اعتبار سے اس پر گزریں گے کوئی بجلی کی کڑک کی طرح تیز ہوں گے، کوئی ہوا کی طرح، کوئی گھوڑے کی رفتار اور کوئی اونٹ کی رفتار حتی کہ کوئی گھسٹ کر چل رہا ہو گا۔ نافرمان اور کافر اس سے گر کر جہنم رسید ہوں گے۔

حوض کوثر:

میدانِ محشر میں ایک تالاب ہے جس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس حوض پر پانی پینے کے برتنوں کی تعداد ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہو گی۔ بدعتی آدمی وہاں سے پانی نہیں پی سکے گا۔

فائدہ:

"کوثر" جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ اس نہر سے دو پرنالے اس حوض (تالاب) میں گرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس حوض (تالاب) کو حوضِ کوثر کہتے ہیں۔

شفاعت:

قیامت کے دن مختلف افراد کے لیے مختلف قسم کی مختلف حضرات کی طرف سے شفاعت ہو گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت فرمائیں گے وہ آٹھ قسم کی ہے:

1: شفاعت کبریٰ: یہ تمام لوگوں کے لیے ہو گی۔ یہ شفاعت اس وقت ہو گی جب حساب کتاب کے انتظار کا ہیبت ناک منظر ہو گا اور لوگ بہت پریشان ہوں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے تو حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

2: حساب کتاب میں سہولت کیے جانے کی شفاعت۔

3: بعض کے لیے بلا حساب کتاب جنت میں داخلے کی شفاعت۔

4: بعض جنتیوں کے درجات کی بلندی کی شفاعت۔

5: جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے ان کے جنت میں داخلے کی شفاعت۔

6: جن کے متعلق جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہو گا (لیکن ابھی تک جہنم میں داخل نہ ہوئے ہوں گے) ان کے لیے جنت میں داخلہ کی شفاعت۔

7: جہنم میں داخل ہو جانے والے گناہگاروں کے لیے جہنم سے نکلنے اور جنت میں داخلے کی شفاعت۔

8: جو عذاب کے مستحق ہو چکے ان کے عذاب میں تخفیف کی شفاعت۔

انبیاء علیہم السلام کا شفاعت فرمانا:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے حق میں بخشش اور درجات کی بلندی کی شفاعت فرمائیں گے۔

شہداء کا شفاعت فرمانا:

جس مومن نے اپنی جان راہ خدا میں قربان کر دی قیامت کے دن انہیں بھی شفاعت کا حق دیا جائے گا اور ایک شہید ستر گناہگار اہل ایمان کی شفاعت کرے گا۔

علماء کا شفاعت فرمانا:

علماء اپنے متبعین کی شفاعت کریں گے جس کی برکت سے متبعین کو نجات ملے گی۔

حفاظ قرآن کا شفاعت فرمانا:

جس شخص نے قرآن مجید کو پڑھا اور اس کو حفظ کیا، اس پر عمل کیا تو اللہ

تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس (حافظ قرآن) کی سفارش کو قبول فرمائیں گے جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

نابالغ اولاد کا شفاعت کرنا:

جس کی تین، دو یا ایک نابالغ اولاد فوت ہو جائے اور وہ صبر کرے تو قیامت کے دن یہ بچے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنے والدین کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول بھی ہو گی۔

قرآن اور روزہ کا شفاعت کرنا:

جو لوگ دنیا میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، راتوں کو اٹھ کر قرآن سنتے اور سناتے ہیں ان کے حق میں قرآن کریم شفاعت کرے گا۔ جو لوگ رمضان المبارک کا ادب واحترام کرتے ہیں، دن کا روزہ رات کا قیام کرتے ہیں تو روزہ ان کے حق میں شفاعت کرے گا۔

جنت:

1. جنت اہل ایمان کے لیے انعام و عیش کی جگہ ہے جو پیدا کی جا چکی ہے۔
2. اس کی لمبائی اور چوڑائی کا اندازہ اس دنیا میں لگانا ناممکن ہے۔
3. قیامت کے بعد جو ایک بار جنت میں داخل کر دیا گیا وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔
4. جنت میں اہل جنت کو وہ نعمتیں ملیں گی جن کا تصور اس دنیا میں ناممکن ہے۔

5. اہل جنت کو جنت میں بڑھاپا، بیماری، غم، موت اور مشقت نہیں ہو گی۔
6. جنت میں اہل جنت کی ہر خواہش کو پورا کیا جائے گا۔
7. پانی، دودھ، شہد اور صاف ستھری شراب کی نہر ہو گی۔
8. اہل جنت کو جنت میں ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔
9. جنت میں ہر قسم کے میوے اور پھلوں کے باغات ہوں گے۔
10. جنت میں پاکیزہ حوریں ملیں گی اور ان تمام حوروں کی سردار دنیا والی بیوی ہو گی۔
11. کوئی کافر جنت میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں جائے گا۔ کافر کو جنت کی ہوا کا ایک جھونکا بھی نہیں ملے گا خواہ وہ معتدل کافر ہو یا متشدد۔
12. جنت ہمیشہ رہے گی اور کبھی فنا نہیں ہو گی۔

آخری جنتی:

جو شخص جہنم سے سب سے آخر میں نکلے گا اور جنت داخل ہو گا اسے دنیا سے دس گنا بڑی جنت ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار:

جنت میں اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا اور یہ دیدار بغیر کسی کیفیت کے اور بغیر کسی تشبیہ کے ہو گا اس لیے کہ انسانی آنکھ اللہ تعالیٰ کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب اور بعد:

اللہ تعالیٰ کا قرب اور بعد مسافت کی کمی بیشی کے اعتبار سے نہیں بلکہ عزت اور ذلت کے معنی کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن فرمانبردار شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گا لیکن یہ قرب بغیر کسی کیفیت کے ہو گا اور نافرمان شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہو گا لیکن یہ دوری بھی بغیر کیفیت کے ہو گی۔

اعراف:

اعراف؛ جنت اور جہنم کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے، جہاں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، یہ لوگ اہل جنت کو جنت کی نعمتوں میں دیکھ کر جنت کے حصول کی دعا کریں گے اور اہل جہنم کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر جہنم کے عذاب سے پناہ مانگیں گے۔ بالآخر ایک وقت آئے گا جب اللہ پاک اصحاب اعراف کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔

جہنم:

1: جہنم کفار اور منافقین کے لیے دائمی عذاب کی جگہ ہے، جو تیار ہو چکی ہے۔

2: کفار اور منافقین جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

3: اہل ایمان میں بعض گناہگار جو جہنم میں جائیں گے وہ بطورِ تزکیہ جائیں گے نہ کہ بطورِ عذاب۔ اگر کسی جگہ اسے عذاب کہا گیا ہے تو وہ صرف اس لیے کہ صورت عذاب کی ہو گی۔

4: جہنم ہمیشہ رہے گی اور کبھی فنا نہیں ہو گی۔

5: جہنمی جہنم میں موت کی تمنا کریں گے مگر موت نہیں آئے گی۔

6: جہنم میں اہل جہنم کو کئی قسم کے عذاب دیے جائیں گے:

(۱) آگ کا لباس

(۲) آگ کا عذاب

(۳) سروں پہ کھولتا ہوا گرم پانی

(۴) کھانے کے لیے کانٹے دار درخت اور پینے کے لیے گرم پیپ

(۵) گلے میں طوق

(٦) جہنم میں جہنمیوں کو ڈسنے کے لیے بختی اونٹوں کی طرح بڑے بڑے زہریلے سانپ جو ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس سال تک ان کے زہر کا درد نہ جائے

(۷) جہنم میں جہنمیوں کو ڈنک مارنے کے لیے لگام لگائے ہوئے خچروں کے برابر بڑے بڑے بچھو جن کے ایک مرتبہ ڈنک مارنے کی تکلیف چالیس سال تک باقی رہے گی

خاتمہ

اہل قبلہ کا مفہوم:

یہاں ”اہلِ قبلہ“ کا لفظی اور لغوی معنی مراد نہیں بلکہ ”اہلِ قبلہ“ شریعت کی ایک اصطلاح ہے۔ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں کا اعتراف کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس کی تصدیق کریں۔

فتویٰ تکفیر میں احتیاط:

مؤمن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کی جائے۔ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے سے بندہ اہل ایمان کی صف سے نکل جاتا ہے۔ باقی اگر کوئی مومن ایسا جملہ یا کلمہ کہہ دے جس میں کئی احتمال ہوں ان میں اکثر احتمال کفریہ اور کوئی ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کے بارے اچھا گمان رکھتے ہوئے اس کے قول میں تاویل کر کے اسے کفر سے بچانے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بندے میں کئی باتیں کفر کی اور ایک ایمان کی ہو تو اسے مومن کہا جائے۔

فرقہ ناجیہ:

کامیاب جماعت وہ ہے جو شریعت پر عمل کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ اعتماد کرے۔ دونوں کی ذات کو مانے اور دونوں کی بات کو مانے۔

تقلید:

شریعت پر عمل کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: دلیل سے مسئلہ جاننا۔

2: دلیل سے مسئلہ جاننے والے پہ اعتماد کرکے بلا مطالبہ دلیل ماننا۔

فائدہ نمبر1: دلیل سے مسئلہ جاننے کا نام "اجتہاد" ہے اور دلیل والے پر اعتماد کرکے بلا مطالبہ دلیل ماننے کا نام "تقلید" ہے۔

فائدہ نمبر2: یہاں دلیل سے جاننے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن وسنت سے اصول بھی خود نکالنے والا ہو اور ان اصولوں سے مسائل کا استنباط بھی خود کرنے والا ہو۔

جو مسلمان خود قرآن وسنت میں غور وفکر کرکے نئے پیش آنے والے مسائل کو حل نہ کرسکتا ہو، اس کے لیے مجتہد وفقیہ کی تقلید واجب ہے۔ تقلید ایسے مجتہد کی کی جائے گی جس کے اصول وفروع مدوّن ہوں۔ ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور مجتہد کے مسائل؛ جزئیات وفروعات مدون نہیں اس لیے ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اہل حق یا تو مجتہد ہیں یا مقلد۔ جو مجتہد بھی نہ ہو اور مقلد بھی نہ ہو تو یہ امت کا گمراہ طبقہ ہے۔

اجتہاد والحاد:

نئے پیش آنے والے مسائل کا قواعد شریعت کی روشنی میں حل نکالنا "اجتہاد" ہے جبکہ تحقیق شدہ مسائل میں نئی تحقیق کرکے امت کو گمراہ کرنا اور راہِ راست سے ہٹانا "الحاد" ہے۔ اجتہاد محمود ہے جبکہ الحاد مذموم ہے۔

ائمہ اربعہ

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

آپ کا نام نعمان، وصفی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم، سراج الامۃ ہے۔ آپ رحمہ اللہ سن 80 ہجری کوفہ میں پیدا ہوئے، کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی اور کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات بھی لیں۔ آپ رحمہ اللہ نے سب سے پہلے فقہ کو مدون فرمایا۔ قرآن و سنت میں غور و فکر کرکے امت کے لاکھوں مسائل کا حل پیش فرمایا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں سے معروف کتاب "الفقہ الاکبر" ہے۔ آپ رحمہ اللہ ماہ رجب 150 ہجری کو اس دنیا سے آخرت کی طرف کوچ فرما گئے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

آپ کا نام مالک، والد کا نام انس اور لقب امام دار الہجرۃ ہے۔ آپ رحمہ اللہ سن 79 ہجری مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ کے علماء سے علم حاصل کیا۔ 17 سال کی عمر میں درس حدیث دینا شروع فرمایا۔ پوری زندگی مدینہ منورہ میں حدیث مبارک کی خدمت فرماتے رہے۔ اس دوران آپ کو سخت مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر آپ استقامت کی مثال بنے رہے۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں سے معروف کتاب "مؤطا امام مالک" ہے۔ 179 ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ کا نام محمد اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ والد گرامی کا نام ادریس بن

عثمان بن شافع ہے۔ چونکہ پڑ دادا کا نام "شافع" تھا اس لیے ان کی طرف نسبت کی وجہ سے "شافعی" کہلائے۔ آپ کی ولادت 150 ہجری کو "غزہ" (شام، موجودہ فلسطین) میں ہوئی۔ بچپن میں والد صاحب کی وفات کے بعد آپ کی والدہ آپ کو مکہ مکرمہ میں لے آئیں، آپ نے وہاں رہ کر علم دین حاصل کیا۔ حصول علم کے بعد مصر تشریف لے گئے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں معروف کتاب "کتاب الام" ہے۔ 204 ہجری کو مصر میں وفات ہوئی۔

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ کا نام احمد، کنیت ابو عبد اللہ اور آپ کا لقب حافظ الملۃ ہے۔ امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ 164 ہجری کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ قاضی امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ جیسے فقہاء سے علم حاصل کیا۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں سے معروف کتاب "مسند احمد بن حنبل" ہے۔ آپ رحمہ اللہ 241 ہجری کو بروز جمعۃ المبارک بغداد میں فوت ہوئے۔

فائدہ: آپ کا مکمل نام "احمد بن محمد بن حنبل" ہے۔ والد صاحب کا نام حذف کر کے داد کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو "احمد بن حنبل" کہا جاتا ہے۔

اختلاف ائمہ مجتہدین و فقہاء کی حیثیت:

اختلاف دو قسم کا ہے ایک عقائد کا دوسرا فروعی اور اجتہادی مسائل کا۔ اعتقادی اختلاف معیوب ہے جبکہ فروعی اور اجتہادی اختلاف محبوب ہے۔ ائمہ اربعہ کا اختلاف عقائد میں نہیں بلکہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں ہے۔ اور فروعی مسائل میں مجتہدین کا اختلاف ہر مجتہد کے لیے اجر کا ذریعہ ہے۔ درست اجتہاد پر دو اجر ہیں اور خطا کی صورت میں ایک اجر ہے۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ:

معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ کے باطل عقائد کے مقابلے میں اہل حق کے عقائد کی ایک تعبیر وہ ہے جو امام ابو الحسن الاشعری الحنبلی رحمہ اللہ ت324ھ کی ہے اور ایک تعبیر وہ ہے جو امام ابو منصور ماتریدی الحنفی رحمہ اللہ ت333ھ کی ہے۔ اہل حق میں سے جو حضرات امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی تعبیر لیتے ہیں انہیں اشاعرہ اور جو امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کی تعبیر لیتے ہیں انہیں ماتریدیہ کہا جاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

بعض لوگ ایک شبہ پیدا کرتے ہیں کہ آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں یا امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے؟ آپ حنفی ہیں یا ماتریدی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اصول و فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے مقلد ہیں۔ امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کی طرف نسبت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دور میں فرقہ معتزلہ وغیرہ نے عقائد کی ایسی تشریحات کی تھیں جو اہل السنۃ والجماعۃ کے اعتقادات کے خلاف تھیں تو ان دو حضرات نے معتزلہ وغیرہ کا رد کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کی صحیح ترجمانی کی۔ اس لیے ہم ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اشعری اور ماتریدی نسبت معتزلہ کے مقابلہ میں ہے نہ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقابلے میں۔

وارثین نبوت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی ہیں اس لیے اللہ تعالی نے علماء کرام کو انبیاء علیہم السلام کا وارث بنایا ہے۔ علماء نے وہ سب کام کرنے ہیں جو انبیاء نے فرمائے۔ قرآن کریم اور دیگر علومِ نبوت پڑھانا، قرآن کریم کی تفسیر کرنا، امت کی

قیادت کرنا، تبلیغ کرنا، جہاد کرنا، تدریس کرنا، تزکیہ واصلاح کرنا یہ سب علماء کی ذمہ داریاں ہیں۔

علماء کی تکریم:

علماء کرام کی تعظیم وتوقیر اور ان کا ادب واحترام اہل اسلام کی ذمہ داری ہے۔ دینی معاملات میں ان کا تعاون کرنا اور ان کی ضرورتیں پوری کرنا اہل اسلام کا شرعی حق ہے۔

دعا:

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

اے اللہ کریم! ہمیں حق کا حق ہونا دکھادیجیے اور اتباع حق کو ہمارا وظیفہ بنادیجیے، ہمیں باطل کا باطل ہونا دکھادیجیے اور باطل سے بچنا ہمارا وظیفہ بنادیجیے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وآلہ الصلوۃ والتسلیم